اخبارِ اُمّت

معاہدۂ امن اور مورو مسلمانوں کا مستقبل

مسلم سجاد

اسپین کے بادشاہ فلپ کے نام پر رکھے گئے نام والے ملک فلپائن میں، مسلمانوں کی جدوجہد آزادی کے ۴ سو سالہ تاریخی پس منظر میں، گذشتہ تیس برس کا جہاد اس ستمبر میں مورو نیشنل لبریشن فرنٹ (MNLF) کے صدر پروفیسر نور مسوری اور فلپائن کے صدر راموس کے درمیان معاہدہ پر منتج ہوا ہے۔ ساتھ ہی یہ سوال ذہنوں میں پیدا ہوگیا ہے کہ نور مسوری، دوسرے یاسر عرفات تو ثابت نہیں ہوں گے؟ مورو علما اس اندیشے کا اظہار کر رہے ہیں کہ مسلمان منڈاناؤ علاقے (ARMM) کا گورنر ہونا جو ٹریپولی معاہدے کے ۱۳ کے بجائے صرف ۴ صوبوں پر مشتمل ہے، حکمران جماعت کا امیدوار ہونا، اور فلپائن کے دستور سے وفاداری کا اعلان کرنا، نور مسوری کا مسلمان منڈاناؤ کی تحریک آزادی سے تعلق ختم کر دے گا۔ مسلمانوں کی یہ دعا ہے کہ یہ معاہدہ ماضی کی بعض ایسی کوششوں کی طرح نہ ہو جس کے نتیجے میں مورو مسلمانوں کی مکمل سیاسی خود مختاری کے لیے جدوجہد زیادہ ظلم و جبر کا شکار ہوئی۔

معاہدہ کے تحت قائم ہونے والی امن و ترقی کی جنوبی فلپائن کونسل (SPCPD) اپنے علاقوں میں امن و ترقی کی سرگرمیوں میں رابطہ و نگرانی کرے گی۔ اس کے سب فیصلے صدر کی منظوری سے مشروط ہیں۔ اس معاہدہ کی مدت ۳ سال ہے جب کہ صدر راموس کی صدارت دو سال بعد ختم ہو رہی ہے اور دستور کے تحت وہ دوبارہ انتخاب نہیں لڑ سکتے۔ نہیں معلوم کہ آیندہ صدر کا رویہ کیا ہوگا۔ معاہدہ کے کئی نکات فلپائن کے دستور سے متصادم ہیں اور کانگرس اس پر کوئی بھی موقف اختیار کر سکتی ہے۔ دار الافتا قائم کیا گیا ہے جو چرچ اور ریاست کی علیحدگی کے خلاف ہے۔ کونسل کے لیے وسائل کی فراہمی صدر کی مرضی پر منحصر ہے۔ مورو آرمی کے ۷ ہزار ۵ سو فوجی فلپائن کی مسلح افواج میں ضم ہونا ہیں۔ اگر فوج کے تعلیم و تربیت کے معیار نافذ کیے گئے تو چند ہی اہل ثابت ہوں گے۔

برونائی، انڈونیشیا، ملائیشیا اور فلپائن کے علاقے پر اس معاہدہ پر کامیابی سے عمل کے خوشگوار

نتائج ظاہر ہوں گے ۔ صدر سوہارتو اور علاقے کے دوسرے ممالک نے نیک تمناؤں کا اظہار کیا ہے لیکن اس کی کامیابی کا انحصار دونوں فریقوں کی جانب سے اس پر نیک نیتی سے مکمل عمل پر ہے ۔

شمال کے حکمران کیتھولک عیسائی ہیں اور اسلام کے خلاف تعصب انہیں ورثہ میں ملا ہے ۔ ۴ سو سال قبل ۱۵۷۵ میں جب اسپین نے یہاں سلطان سلیمان کی سلطنت ختم کر کے قبضہ کیا تو انھوں نے یہاں سے اسلام کا نام و نشان مٹانے اور مسلمانوں کو عیسائی بنانے کی مہم شروع کی ۔ وہ اسپین میں یہی کام کر چکے تھے ۔ مسلمانوں نے مزاحمت کی اور ایک نہ ختم ہونے والی جدوجہد شروع ہوگئی ۔ اسپینی مسلمانوں کو MOORS کہتے تھے ' اس لیے فلپائن کے مسلمان مورو کہلائے ۔ اسپینی استعمار کے خاتمے کے بعد ایک مختصر وقفہ ملا اور پھر ۱۸۹۹ میں یہاں امریکی استعمار نے قدم جما لیے ۔ جدوجہد کا نیا دور شروع ہوگیا ۔ مسلمانوں نے کبھی شکست تسلیم نہ کی ' کبھی مغلوب نہیں ہوئے ۔ ۱۹۴۶ میں فلپائن کی آزادی کے بعد مسلمانوں کی کشمکش شمال کے عیسائی حکمرانوں سے شروع ہوگئی ۔ استعمار کے خلاف جدوجہد آزادی میں مسلمانوں کا درخشاں کردار ہے لیکن فلپائن کی تاریخوں میں اس کا تذکرہ تک نہیں کیا جاتا ۔ حال ہی میں قومی ہیرو جوزے ریزال (JOSE RIZAL) کو اسپینیوں کے پھانسی دینے (۱۸۹۶) کے سو سال پورے ہونے پر ایک تقریب میں موجودہ معاہدہ کے پس منظر میں یہ توقع ظاہر کی گئی ہے کہ شاید اب مسلمانوں کو فلپائن کی تاریخ میں ان کا جائز مقام ملے ۔ لیکن کیا واقعی ایسا ہوگا؟

عیسائی حکمرانوں نے مسلمانوں کو جائز مقام دینے کی بجائے انھیں مغلوب کرنے کی پالیسی اختیار کی ' ان کے علاقوں میں عیسائیوں کی آباد کاری کی مہم چلائی ۔ ظلم و زیادتی کی بھی کوئی حد نہ تھی ۔ ۱۹۶۸ میں حکومت نے کچھ مورو ساتھ ملا کر ملائیشیا کے علاقے صباح پر حملے کا منصوبہ بنایا ' جو طشت ازبام ہونے پر خفیہ رکھنے کے لیے پوری کمپنی کو قتل کر ڈالا ۔ ایک زندہ بچ جانے والے نے پورا واقعہ بیان کیا ۔ اس واقعہ کے بعد شمال جنوب کے تعلقات بہتر ہونے کے راستے مسدود ہوگئے ۔ ۷۰ کے عشرے میں عالم اسلام کے واقعات کے اثرات یہاں بھی ہوئے ۔ ۱۹۶۹ میں مورو نیشنل لبریشن فرنٹ قائم کی گئی ۔ انھوں نے جہاں سے بھی ممکن ہوا گوریلا جنگ کی تربیت اور مدد حاصل کی ۔ معمر قذافی ان کے خاص سرپرست بن گئے جنھوں نے درمیان میں پڑ کر خود مختاری کے لیے تریپولی معاہدہ بھی کروایا جس پر عمل نہ ہو سکا ۔ لبریشن فرنٹ کو وہ تمام مسائل درپیش تھے جو ایسی تحریکوں کو ہوتے ہیں ' یعنی مرکزی قیادت کا نہ ہونا ' کمزور تنظیم ' ہمیشہ اصل سیاسی دھارے کے کنارے پر رہنا ' حمایت کا بہت عام نہ ہونا ' مالی وسائل مسلسل اور مستقل فراہم نہ ہونا ۔ آپس کے انتشار سے بھی کمزوری پیدا ہوئی ۔ ۱۹۸۷ میں سلامت ہاشم نے علیحدہ ہو کر مورو اسلامک لبریشن فرنٹ قائم کی ۔ اس کا مزاج زیادہ قدامت پسند اور "اسلامی" ہے اور مسوری کو ان کے مقابلے میں "سیکولر" کہا جا سکتا ہے اور غالباً اسی لیے صدر

راموس نور مسوری کو آگے لانا چاہتے ہیں۔ اسلامک فرنٹ کا مطالبہ مسلمان علاقوں میں اسلامی حکومت کا قیام ہے۔ جہاد کا علمبردار ایک ابوسیاف گروپ ہے جو ایجنسیوں کی تخلیق بھی ہو سکتا ہے۔

کوئی متحدہ محاذ نہ ہونے کی ایسی صورت حال میں معاہدے پر دستخط ہوئے ہیں، ۱۹ اگست کو راموس نے اعلان کیا کہ ایم این ایل ایف سے مسلح جنگ کا اختتام ہو گیا ہے اور ۲ ستمبر کو انھوں نے اور نور مسوری نے منڈاناؤ معاہدہ پر دستخط کر دیئے۔ کیا یہ معاہدہ مسلمانوں کو سیاسی اور معاشی طور پر فلپائن کے نظام میں برابری اور عزت کا مقام دے گا؟ اس وقت معاہدہ کے حوالے سے سینٹ میں ۱۲ قوانین کے مسودے زیر بحث ہیں۔ [ایک میں ان علاقوں کا نظام تعلیم زیر بحث ہے] ان مسودات جو بحث ہوگی اور موقف اختیار کیا جائے گا، اس سے مسلمانوں کو مستقبل کا اندازہ ہو گا۔

دراصل حقیقی مسئلہ تو حقوق اور عدل و انصاف کا ہے، اور ہم پاکستانی اس کو بہتر سمجھ سکتے ہیں۔ چند مسلمانوں کو اختیارات اور عہدے دے کر یہ مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔ ضرورت یہ ہے کہ مسلمانوں سمیت سب کے کلچر، تاریخ اور ضروریات کا قرار واقعی احساس کیا جائے۔ مرکزی حکومت ماضی کی تلافی کے جذبے سے آگے بڑھ کر مسلمانوں کو مرکزی دھارے میں لائے، مرکز میں ان کی واضح موجودگی کو یقینی بنایا جائے۔ جھنڈے میں تبدیلی کا مطالبہ مان لینے میں ہرج نہ سمجھا جائے کہ اس کی علامتی اہمیت ہے۔ باہمی اعتماد کی فضا صدیوں کی بد اعتمادی کو دور کرنے کے طرف پہلا قدم ثابت ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر منیلا کے صاحبان اقتدار کی درپردہ خواہش یہی ہو کہ مسلمانوں کو ان کے حقوق نہ دیے جائیں تو صورت حال سلجھنے کے امکانات کم ہو جائیں گے۔ علاقے کے ممالک اور او آئی سی کو یہ کردار ادا کرنا چاہیے کہ اس معاہدہ پر مکمل عمل کی ضمانت حاصل ہو۔ مسائل حل کرنے کے لیے معاہدات کی حکمت عملی اسی صورت میں نتیجہ خیز ہو سکتی ہے کہ نیت نیک ہو۔ اگر مقصد ایک گروپ کو ساتھ لے کر اس کی ساکھ مجروح کرنا، اسے اپنوں کی نظر میں بدنام کرنا، جو وعدے کیے جائیں وہ بھی نہ دینا اور اس کی بنیاد پر دوسرے گروپوں کو کچلنا ہو، اور پھر اس کے کمزور ہو جانے پر اسے بھی کچلنا ہو تو یقیناً ایسے معاہدات آئندہ کے راستے بھی مسدود کریں گے۔ نور مسوری نے عملیت پسند ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے بہت اندیشے مول لے کر دستخط کیے ہیں۔ فلپائن کے حکمرانوں کو بدلتے وقت کا احساس کرنا چاہیے، مسلمانوں کو برابر کا مقام اور حقوق دینا چاہییں، وسیع ظرف کا ثبوت دینا چاہیے اور مذہبی تعصبات کو بالائے طاق رکھ دینا چاہیے۔ صد سالہ تقریبات کے موقع پر فلپائن کے ایک ہوٹل میں اذان کی آواز مسلمانوں کے لیے یہ پیغام تھی کہ وہ ابھی یہیں تک پہنچے ہیں۔ فلپائن میں برابر کا حصہ دار ہونے کی جدوجہد جاری ہے۔

(ماخوذ: ماہنامہ اسپیکٹ، لندن۔ اکتوبر ۹۶)